مصنف۔ زبیر علیزئی

اس کتاب میں صرف آیاتِ قرآنیہ، صحیح اور حسن لذاتہ احادیث اور اجماع سے استدلال کیا گیا ہے۔
کسی ضعیف یا حسن لغیرہ حدیث سے اصول بلکہ شواہد میں بھی حجت نہیں پکڑی گئی۔ مختصراً عرض ہے کہ اس کتاب میں ہر وہ حدیث جسے بطور استدلال پیش کیا گیا ہے۔ بالکل صحیح اور حجت ہے۔ وما علینا الا البلاغ

شائع کردہ:۔ جماعۃ اهل الحدیث
حضرو ضلع اٹک

اکھوٹی پریس اٹک سے چھپا

اس کتاب میں صرف آیاتِ قرآنیہ، صحیح اور حسن لذاتہ احادیث اور اجماع سے استدلال کیا گیا ہے۔ کسی ضعیف یا حسن لغیرہ حدیث سے اصول بلکہ شواہد میں بھی حجت نہیں پکڑی گئی۔ مختصراً عرض ہے کہ اس کتاب میں ہر وہ حدیث جسے بطور استدلال پیش کیا گیا ہے۔ بالکل صحیح اور حجت ہے۔ وما علینا الا البلاغ

شائع کردہ:۔ جماعة اهل الحدیث
حضرو ضلع اٹک

فہرست

جماعت اہل الحدیث
حضرو - اٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ہمارا عقیدہ

ہم اس بات کی دل، زبان اور عمل سے گواہی دیتے ہیں کہ
لا الٰہ الا اللہ ۔ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے
اللہ ہی حاکم اعلیٰ، قانون ساز، مشکل کشا، حاجت روا اور فریادرس ہے۔ ہم اس کی ساری صفات کو بلا کیف و بلا تمثیل اور بلا تعطیل مانتے ہیں۔ وہ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ کما یلیق لشانہ، اس کا علم اور قدرت کائنات کی ہر چیز کو محیط ہے۔

اور ہم اس بات کی دل، زبان اور عمل سے گواہی دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین، امام کائنات، افضل البشر ہادیٔ برحق اور واجب الاتباع ہیں۔ آپ کی نبوت، امامت اور رسالت قیامت تک ہے۔ آپ کا قول، عمل اور اقرار سب حجت برحق ہے۔ آپ کی سچی پیروی میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین ہے اور آپ کی نافرمانی میں دونوں جہانوں کی ناکامی اور تباہی کا یقین ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

ہم قرآن اور صحیح حدیث کو حجت اور معیارِ حق مانتے ہیں۔
چونکہ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ امتِ مسلمہ گمراہی پر

اکھٹی نہیں ہو سکتی الخ ۔ لہٰذا ہم اجماع امت کو بھی حجت مانتے ہیں ۔ یاد رہے کہ صحیح حدیث کے خلاف اجماع ہوتا ہی نہیں ۔ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو عدول اور اپنا محبوب مانتے ہیں ۔ تمام صحابہ کو حزب اللہ اور اولیاء اللہ سمجھتے ہیں ۔ ان کے ساتھ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں ۔ جو ان سے بغض کرتا ہے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔ ہم تمام ثقہ تابعین اور آئمہ مسلمین مثلاً امام ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ ، امام بخاریؒ ، امام مسلمؒ ، امام نسائیؒ ، امام ترمذیؒ ، امام ابوداؤدؒ امام ابن ماجہؒ وغیرہم سے محبت اور پیار کرتے ہیں ۔ اور جو شخص ان سے بغض کرے ہم اس سے بغض کرتے ہیں ۔

توحید ، رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، تقدیر پر ہمارا کامل ایمان ہے ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل کی نبوتوں اور رسالتوں کا اقرار کرتے ہیں قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں ۔ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے ۔ ہم ایمان میں کمی بیشی کے بھی قائل ہیں ۔ اہل سنت کے جو عقائد ہمارے علماء سلف نے بیان کیے ہیں ہمارا ان پر ایمان اور یقین ہے ۔ مثلاً امام ابن خزیمہؒ ، امام عثمان بن سعید الدارمیؒ ، امام بیہقیؒ ، امام ابن ابی عاصمؒ ، امام ابن قیمؒ ، امام آجریؒ ، امام اللالکائی وغیرہم ۔ رحمہم اللہ اجمعین ۔

ہمارا اُصُول

حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا دارومدار محدثین کرام پر ہے۔ جس حدیث کی صحت یا راوی کی توثیق پر محدثین کا اتفاق ہے تو وہ حدیث یقیناً وحتماً صحیح ہے اور راوی بھی یقیناً وحتماً ثقہ ہے۔

اور اسی طرح جس حدیث کی تضعیف یا راوی کی جرح پر محدثین کا اتفاق ہے تو وہ حدیث یقیناً اور حتماً مجروح ہے۔

جس حدیث کی تصحیح و تضعیف اور راوی کی توثیق و تجریح میں محدثین کا اختلاف ہو تو ہمیشہ اور ہر حال میں ثقہ ماہر اہل فن مستند محدثین کی اکثریت کی بات اور گواہی کو صحیح تسلیم کیا جائے گا۔

ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مختصر کتاب میں بعض اختلافی مسائل کے بارے میں صحیح تحقیق پیش خدمت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مسلم و مومن زندہ رکھے اور اسلام و ایمان پر ہی موت دے۔ آمین

نماز

۳۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

لما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن جبل نحو أھل الیمن قال لہ: انک تقدم علی قوم من اھل الکتاب فلیکن اول ما تدعوھم ان یوحدوا اللہ فاذا عرفوا ذلک فاخبرھم ان اللہ فرض علیھم خمس صلوات فی یومھم ولیلتھم فاذا صلوا ..... الخ

(صحیح بخاری ج ا ص۱۹۶، ج ۲ ص۱۰۹۶ واللفظ لہ، صحیح مسلم ج ا ص۳۶ وغیرھما)

جب نبی صلی اللہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں کہا: تم اہل کتاب کی قوم کے پاس جا رہے ہو۔ پس انہیں سب سے پہلے توحید کی دعوت دینا۔ جب وہ توحید (لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ) پہچان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو ..... الخ

فرض اور تطوع (غیر فرض) نماز کی تعداد، رکعات اور تمام تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی اور اپنی امت کو حکم دیا کہ:

صلوا کما رأیتمونی أصلی

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۸، ج ۲ ص ۸۸۸، ص ۱۰۷۶، مسند الشافعی ص ۵۵ وغیرہما)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا طریقہ صحابہ رض نے سیکھا۔ انہوں نے اس طریقہ مبارکہ کو احادیث کی شکل میں آگے پہنچایا۔ لہذا ثابت ہوا کہ امتِ مسلمہ نے نماز کا طریقہ احادیث سے سیکھا ہے امت میں سے جس شخص یا گروہ کا طریقۂ نماز ان احادیث کے خلاف ہے مثلاً مالکیوں کا ارسال یدین وغیرہ تو انہیں چاہیے کہ ان احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں اپنی نمازوں کی اصلاح کر لیں

نمازِ جمعہ

جمعہ کا فرض ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

سیدنا حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ:

صلوٰۃ السفر رکعتان وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان والفطر والاضحیٰ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نمازِ سفر دو رکعتیں ہیں اور نمازِ جمعہ دو رکعتیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی (بھی) دو رکعتیں ہیں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر پوری ہیں قصر نہیں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ص۷۶ وغیرہ)

قرآن پاک کی آیت مبارکہ "یایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ...

..." الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مؤمن پر جمعہ فرض ہے چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی۔ وغیرہ۔

حضرت طارق بن شہاب صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امراۃ او صبی او مریض"

ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھنا فرض ہے سوائے چار کے ۱۔ غلام ۲۔ عورت ۳۔ نابالغ بچہ ۴۔ مریض

(سنن ابی داؤد ص۱۶۰ ج ۱، وغیرہ) اس کی سند صحیح ہے۔

چونکہ اس حدیث پاک اور دوسری احادیث میں دیہاتی کو جمعہ سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ دیہاتی پر جمعہ فرض ہے مزید تحقیق کے لیئے صحیح بخاری وغیرہ کتبِ حدیث کا مطالعہ کریں خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حکم دیا تھا کہ:

جمعوا حیث ما کنتم اے لوگو! تم جہاں بھی ہو جمعہ پڑھو

(فقہ عمرؓ ص۱۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

حنفیہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں (ہدایہ ج۱ ص۱۶۸ وغیرہ) انہوں نے اس سلسلہ میں متعدد شرطیں بھی بنا رکھی ہیں۔ ان کے متعدد مولویوں نے دیہات میں جمعہ کے صحیح نہ ہونے پر کتابیں بھی لکھی ہیں مگر ان تمام فقہی تحقیقات سے برعکس اب حنفی عوام اس مسئلہ میں حنفی مذہب کو ترک کر کے گاؤں میں بھی جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی عوام میں اب تقلید صرف برائے نام ہی رہ گئی ہے۔

چونکہ اس حدیث پاک اور دوسری احادیث میں دیہاتی کو جمعہ سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیہاتی پر جمعہ فرض ہے مزید تحقیق کے لیئے صحیح بخاری وغیرہ کتبِ حدیث کا مطالعہ کریں خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حکم دیا تھا کہ:

جمعوا حیث ماکنتم اے لوگو! تم جہاں بھی ہو جمعہ پڑھو

(فقہ عمرؓ ص۱۵۰ ، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

حنفیہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں (ہدایہ ج۱ ص۱۶۸ وغیرہ) انہوں نے اس مسئلہ میں متعدد شرطیں بھی بنا رکھی ہیں۔ ان کے متعدد مولویوں نے دیہات میں جمعہ کے صحیح نہ ہونے پر کتابیں بھی لکھی ہیں مگر ان تمام فقہی تحقیقات سے برعکس اب حنفی عوام اس مسئلہ میں حنفی مذہب کو ترک کرکے گاؤں میں بھی جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی عوام میں اب تقلید صرف برائے نام ہی رہ گئی ہے۔

نمازِ قصر

صحیح مسلم (ج ۱ ص ۲۴۲) وغیرہ میں حضرت یحییٰ بن یزید الھنائی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سألت أنس بن مالك عن قصر الصلوٰة فقال،

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز کے قصر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج ثلاثة أميال أو ثلاثة فراسخ شعبة الشاك، صلى ركعتين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ (نو میل) سفر کے لیے نکلتے، شعبہ کو شک ہے (تین یا نو کے بارے میں) تو آپ دو رکعتیں پڑھتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تین میل پر بھی سفر کے جواز کے قائل تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۴۳)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل تھے (فقہ عمر رضی اللہ عنہ اردو ص ۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرھما)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نو میل کے قائل تھے (المحلّٰی ج ۵ ص ۸)

احتیاط بھی اسی میں ہے کہ کم از کم نو میل پر قصر کیا جائے۔ اس طرح تمام احادیث پر عمل بآسانی ہو جاتا ہے۔

نماز وتر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت کا ثبوت قولاً اور فعلاً دونوں طرح متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۱۳۶ صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۲۵۵۔ ۲۵۷ وغیرہما

آپ نے فرمایا:

الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل

وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔ پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے

(سنن ابی داؤد ج ۱ صفحہ ۲۰۱، سنن نسائی ج ۱ صفحہ ۲۴۹ وغیرہما)

اس حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے ج ۴ صفحہ ۶۳ اور حاکم اور ذہبی دونوں نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (المستدرک ج ۱ صفحہ ۳۰۲)

تین رکعات وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھے اور سلام پھیر دے پھر ایک وتر پڑھے (صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۲۵۴ صحیح ابن حبان ج ۴ صفحہ ۷۰ مسند احمد ج ۲ صفحہ ۸۶۔ المعجم الاوسط للطبرانی ج ۱ صفحہ ۲۲۲ واسنادہ صحیح)

تین وتر نماز مغرب کی طرح پڑھنا ممنوع ہیں۔ (صحیح ابن حبان ج ۴ صفحہ ۶۸ المستدرک ج ۱ صفحہ ۳۰۴ اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے (لہذا ایک سلام سے تین وتر پڑھنے ممنوع ہیں)

قیامِ رمضان یعنی تراویح

صحیح بخاری (ج ۱ ص ۲۶۹) وغیرہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات (۱۱) سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث کی روشنی میں مولانا انور شاہ کاشمیریؒ فرماتے ہیں:

ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیہ رکعات (العرف الشذی ج ۱ ص ۱۶۶)

اس بات کے تسلیم کرنے سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح آٹھ رکعات تھی۔

اور مزید فرماتے ہیں:

واما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصح عنہ ثمان رکعات واما عشرون رکعۃ فھو عنہ علیہ السلام لبسند ضعیف وعلی ضعفہ اتفاق (ایضاً ص ۱۶۶)

اور مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعتیں صحیح ثابت ہیں۔ بیس رکعات والی جو حدیث آپ سے مروی ہے تو وہ ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے حکم دیا

ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ | کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

(مؤطا امام مالک ص ۹۸ وغیرہ)

اسے امام ضیاء المقدسیؒ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ مولانا محمد بن علی النیموی الحنفی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:
واسنادہ صحیح۔ اور اس کی سند صحیح ہے (آثار السنن ص ۲۵۰)
لہٰذا بعض متعصب فرقہ پرستوں کا پندرھویں صدی میں اسے مضطرب وغیرہ کہنا باطل اور بے بنیاد ہے۔

اس حکم پر حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ نے عمل کر کے دکھایا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۱) صحابہؓ بھی گیارہ ہی پڑھتے تھے۔ (سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للسیوطی ص ۳۴۹ ج ۲)
اس عمل کی سند کو امام سیوطی "لسند فی غایۃ الصحۃ" بہت زیادہ صحیح سند کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت عمرؓ سے بیس[۲۰] رکعات باسند صحیح قطعاً ثابت نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے ایک جنازہ پر سورہ فاتحہ (اور ایک سورت پکار کر) پڑھی اور پوچھنے پر فرمایا (میں نے اس لیے بالجہر پڑھی ہے کہ) تم جان لو کہ یہ سنت (اور حق) ہے
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۸ نسائی شریف ج ۱ ص ۲۸۱ پہلی بریکٹ کے الفاظ نسائی رح کے ہیں، منتقی ابن الجارود ص ۱۸۸) ح ۵۳۴، ۵۳۶ ح دوسری بریکٹ کے الفاظ منتقی کے ہیں۔ آخری کے الفاظ نسائی رح و ابن الجارود کے ہیں)

حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ:

السنة فی الصلاۃ الجنازۃ ان یقرأ فی التکبیرۃ الاولیٰ بام القرآن مخافتۃً ثم یکبر ثلثا والتسلیم عند الآخرۃ۔

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ میں سورۃ فاتحہ خفیہ پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخری تکبیر پر سلام پھیر دیا جائے۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۲۸۱ وغیرہ)

آپ رضؓ سے دوسری روایت میں ہے

السنة فی الصلاۃ علی الجنازہ ان تکبر ثم

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تو تکبیر کہے پھر سورۃ فاتحہ پڑھے

تقرأ بأم القرآن ثم تصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم تخلص الدعاء للميت ولا تقرأ الا في التكبيرة الاولى ثم تسلم في نفسه عن يمينه

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ پھر خالص طور پر میت کے لیے دعا کرے قراءت صرف پہلی تکبیر میں کرے پھر اپنے دل میں دائیں طرف سلام پھیر دو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰ مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۹۱ ح ۶۴۰۸ وغیرہما)

اس کی سند صحیح ہے (ارواء الغلیل ج ۳ ص ۱۸۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ ہو جاتا ہے یا انھوں نے سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ پڑھا ہو۔

نماز جنازہ میں وہی درود پڑھنا چاہیے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (یعنی نماز والا) "رحمت و ترحمت" والا خود ساختہ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

۹- صبح کی دو سنتیں

صحیح مسلم (ج ۱ ص ۲۴۷) وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو اس فرض نماز کے علاوہ دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی

حضرت قیس بن قہد رضی اللہ عنہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ انھوں نے آپؐ کے ساتھ یہ نماز پڑھی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور صبح کی دو رکعتیں پڑھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا:

ماھاتان الرکعتان

یہ دو رکعتیں کیا ہیں؟

انھوں نے کہا: میری یہ دو رکعتیں صبح سے پہلے والی رہ گئی تھیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور کچھ بھی نہ کہا۔

(صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۶۴ صحیح ابن حبان ج ۴ ص ۸۲ وغیرھما)

امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے (المستدرک ج ۱ ص ۲۷۴)

اس سلسلہ میں سورج نکلنے کے بعد نماز پڑھنے والی جو روایت ہے (ترمذی وغیرہ) اس میں قتادہ راوی مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے لہٰذا وہ روایت مشکوک اور ضعیف ہے

۱۰۔ اوقاتِ نماز

حدیث جبریل علیہ السلام میں ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زوال کے بعد ظہر پڑھائی پھر ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھائی۔ الخ۔ اور دوسرے دن ایک مثل پر ظہر پڑھی اور دو مثل پر عصر پڑھی۔ مغرب کل کی طرح غروبِ آفتاب کے بعد پڑھی الخ

اور فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) کا یہ وقت ہے اور نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔"

اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے (آثار السنن ص۱۲۲) اس قسم کی احادیث حضرت جابرؓ وغیرہ سے بھی اچھی سندوں کے ساتھ مروی ہیں۔

نیموی حنفی فرماتے ہیں: "مجھے کوئی حدیث صریح صحیح یا ضعیف نہیں ملی جو اس پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے تک ہے۔" (آثار السنن ص۱۲۸ مترجم اردو)

یاد رہے کہ بعض حنفیہ اس سلسلہ میں مبہم وغیر واضح شبہات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اصولِ فقہ میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ منطوق مفہوم پر مقدم ہوتا ہے۔ دیکھئے فتح الباری (ج ۲ ص۲۴۲، ۲۹۷، ۴۳۰، ج ۴ ص۳۸۲، ۳۸۶، ج ۹ ص۳۶۹، ج ۱۲ ص۲۰۳) وغیرہ

۱۱۔ رفع یدین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنا متعدد صحابہؓ نے روایت کیا ہے مثلاً حضرت ابن عمرؓ، حضرت مالک بن الحویرثؓ (صحیحین) حضرت وائل بن حجرؓ (صحیح مسلم) حضرت ابو حمید الساعدیؓ، حضرت ابو قتادہؓ، حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ، حضرت ابو اسیدؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ (صحیح ابن خزیمہ و صحیح ابن حبان وغیرھما) حضرت علیؓ (صحیح ابن خزیمہ) حضرت ابو بکر الصدیقؓ، حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ (السنن الکبریٰ للبیہقی) حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ (سنن دارقطنی) وغیرھم

متعدد اماموں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ رفع یدین قبل الرکوع و بعدہ متواتر ہے مثلاً ابن جوزیؒ، ابن حزمؒ، العراقیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قدامہؒ، ابن حجرؒ، الکتانیؒ، السیوطیؒ، الزبیدیؒ، زکریا الانصاریؒ، السخاویؒ وغیرھم

دیکھئے نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین ص ۸۹، ۹۰ وغیرہ

مولانا انور شاہ کشمیریؒ دیوبندی فرماتے ہیں:

ویعلم ان الرفع متواتر اسناداً وعملاً لا یشک فیہ ولم ینسخ ولا حرف منہ الخ (نیل الفرقدین ص ۲۲، فیض الباری ۲۵۵/۲ حاشیہ)

اور یہ جاننا چاہیئے کہ رفع یدین بلحاظ سند اور عمل دونوں طرح متواتر ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور رفع یدین بالکل منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس

وعن ابن عمران رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا کبر للرکوع واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما کذلک وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ وغیرھما)

کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا

جناب ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں تک اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمرؓ خود بھی رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ وغیرہ) بلکہ جسے دیکھتے کہ رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۵ وغیرہ۔ وصححہ النووی فی المجموع شرح المذھب ج ۳ ص ۴۰۵)

حضرت ابن عمرؓ سے رفع یدین کا ترک باسند صحیح قطعاً ثابت نہیں ہے تارکین رفع یدین۔ ابوبکر بن عیاشؒ کی عن حصینؒ عن مجاہدؒ جو روایت پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں محدثین کے امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں: یہ وہم ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (جزء ص ۵۶ للبخاری)

وعن ابی قلابہ انہ رای

حضرت ابوقلابہ تابعیؒ فرماتے ہیں

مالك بن الحويرث اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صنع هذا

حضرت مالک بن الحویرث رضؓ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ وغیرھما)

حضرت مالک رضؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ: نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے دیکھا ہے۔ دیکھئے ص ۷۔ آپ جلسہ استراحت بھی کرتے تھے اور اسے مرفوعاً بیان کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۳)

یہ جلسہ آپ کی حالت کبر پر محمول ہے۔ یعنی جب آپ آخری دور میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے تو یہ جلسہ کرتے تھے۔ (ھدایہ ج ۱ ص ۱۱۰ حاشیہ السندھی علی النسائی ج ۱ ص ۱۴۰) آپ رفع یدین کے راوی ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں بھی رفع یدین کرتے تھے

حضرت وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے کہ

فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر فرکع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع یدین کیا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع یدین کیا الخ

(صحیح مسلم ج ۱ ص ... وغیرہ)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ یمن کے عظیم بادشاہ تھے (الثقات لابن حبان ج ۳ ص ۴۲۴) آپ ۹ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد کی شکل میں تشریف لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱ عمدۃ القاری للعینی الحنفی ج ۵ ص ۲۷۴) آپ اگلے سال ۱۰ھ کو بھی مدینہ منورہ آتے تھے (صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۶۸ وغیرہ) اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا مشاہدہ کیا (سنن ابی داؤد وغیرہ) لہٰذا آپ کی بیان کردہ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور کی نماز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے رفع یدین عندالرکوع وبعدہ کا ترک یا نسخ یا ممانعت قطعاً ثابت نہیں ہے سنن ترمذی ج ۱ ص ۵۹ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت منسوب ہے اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں (الجوھر النقی لابن الترکمانی الحنفی ج ۸ ص ۲۶۲ وغیرہ) مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹، الکفایہ ص ۳۶۴ وغیرھما) لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ دوسرے یہ کہ بیس سے زیادہ اماموں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت ترک میں یزید بن ابی زیاد الکوفی ضعیف ہے (تقریب التہذیب وغیرہ) مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ میں یار لوگوں نے تحریف کی ہے۔ اصلی قلمی نسخوں میں رفع یدین کا اثبات ہے جسے بعض مفاد پرستوں نے تحریف کرتے ہوئے نفی بنا دیا ہے جو تحقیق کرنا چاہے وہ ہمارے پاس آکر اصلی قلمی نسخوں کی فوٹو سٹیٹس دیکھ سکتا ہے۔

بعض لوگوں نے ترک رفع یدین پر وہ روایات بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں رفع یدین کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر تک نہیں ہے حالانکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ (الدرایہ لابن حجر ص ۱۵۲ وغیرہ)

جو شخص نماز میں رفع یدین کرتا ہے اسے ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ یعنی ایک رفع یدین پر دس نیکیاں (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۷ ص ۲۹۷ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۳ وقال واسنادہ حسن)

عیدین کی نماز میں تکبیرات زوائد پر رفع یدین کرنا بالکل صحیح ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (ابوداؤد، مسند احمد، منتقی ابن الجارود ص ۶۹ وغیرہ)

جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع یدین حضرت ابن عمرؓ سے ثابت ہے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہما واسنادہ صحیح)

۱۲- نیت کا مسئلہ

اس میں شک نہیں کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۰ وغیرہما)
لیکن نیت دل کے ارادے اور مقصد کو کہتے ہیں، قصد وارادہ کا مقام دل ہے زبان نہیں (الفتاوی الکبری ابن تیمیہ ج ۱ ص ۱) زبان کے ساتھ نیت کرنا نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابیؓ سے اور نہ کسی تابعیؒ سے اور نہ آئمہ اربعہ سے (زاد المعاد ج ۱ ص ۲۰۱) لہذا زبان کے ساتھ تلفظ بدعت ہے۔

۱۳- سجدۂ سہو

سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے (صحیح بخاری ج ا صـ ۱۶۳ صحیح مسلم ج ا صـ ۲۱۱)
اور سلام کے بعد بھی جائز ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرھما)
سجدۂ سہو میں صرف ایک طرف سلام پھیرنے کا کوئی ثبوت بھی صحیح احادیث میں نہیں ہے۔

۱۴- فاتحہ خلف الامام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب	اس شخص کی نماز ہی نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۴، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۹ وغیرھما)

یہ حدیث متواتر ہے (جزء القرأت للبخاری ص ۶)

اس حدیث کے راوی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے فاتحہ کے قائل و فاعل تھے۔ (کتاب القرأت بلبیھقی ص ۶۹ ح ۱۳۳، احسن الکلام ج ۲ ص ۱۴۲)

متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کو امام کے پیچھے جہری اور سری دونوں نمازوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے مثلاً

مشہور تابعی حضرت نافع بن محمود رح الانصاری مشہور بدری صحابی حضرت عبادہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فلا تقرؤا بشیئ من القرآن اذا جھرت الا باُم القرآن	جب میں اونچی آواز سے قرآن پڑھ رہا ہوتا ہوں تو سوائے سورۃ فاتحہ کے قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۲۶، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۴۶ وغیرھما)

اس حدیث کے بارے میں امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

وھذا اسناد صحیح و رواتہ ثقات | اور یہ سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(کتاب القرأت ص۶۲)

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں:

ھذا اسناد حسن ورجالہ ثقات کلھم

(سنن دارقطنی ج ۱ ص۳۲۰)

یہ سند حسن ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

اس قسم کی دیگر صحیح احادیث کو میں نے اپنی کتاب "الکواکب الدر فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجھریہ" میں جمع کیا ہے۔ متعدد صحابہؓ کرام کے پیچھے جہری اور سری دونوں نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کے قائل اور فاعل تھے مثلاً حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابو سعید الخدریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبادۃ بن الصامتؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرھم ان آثار صحابہؓ کو میں نے اپنی کتاب "کاندھلوی صاحب اور فاتحہ خلف الامام" میں تفصیلاً جمع کر دیا ہے اور ان کا صحیح وحسن ہونا محدثین کرام سے ثابت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جہری اور سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص۱۶۹ مسند حمیدی ۹۸۰ صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص۱۲۸)

اور فرماتے ہیں کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو تم بھی پڑھو اور اسے اس سے پہلے ختم کر دو۔

(جزء القراءت للبخاری ص۶۶ و اسنادہ حسن، آثار السنن ص۸۳)

یزید بن شریک التابعیؒ سے روایت ہے کہ

انه سأل عمر عن القراءة خلف الامام فقال: اقرأ بفاتحة الكتاب قلت: وان كنتَ انتَ؟ قال: وان كنتُ انا قلت: وان جهرتَ؟ قال؟ وان جهرتُ

(المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۲۳۹ وغیرہ)

انہوں نے حضرت عمرؓ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر آپ بھی (امام) ہوں؟ تو فرمایا: اگرچہ میں بھی ہوں، انہوں نے کہا: اگر آپ قرأت بالجہر کر رہے ہوں؟ تو فرمایا: اگر میں قرأت بالجہر کر رہا ہوں (تو بھی پڑھ)

اسے امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے صحیح کہا، امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: ھذا اسناد صحیح " یہ سند صحیح ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۱۷) اس کے سارے راوی ثقہ و صدوق ہیں۔

قرآن وحدیث میں ایسی ایک دلیل بھی نہیں ہے جس میں صاف اور صریح طور پر مقتدی کو فاتحہ خلف الامام سے منع کیا گیا ہو۔

حنفیوں کے مستند عالم مولانا عبدالحئؒ لکھنویؒ صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ:

لم يرد في حديث مرفوع صحيح النهي عن قراءة الفاتحة خلف الامام وكل ما ذكروه مرفوعاً فيه اما لا اصل له واما لا يصح (التعليق الممجد ص ۱۰۱)

کسی مرفوع صحیح حدیث سے فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت نہیں اور جو بھی (وہ) مرفوع احادیث ذکر کرتے ہیں یا تو وہ صحیح نہیں یا اس کی کوئی اصل ہی نہیں

اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت نہیں ہے امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی اس کی نماز مکمل ہے اور اسے دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ السبکی ص۱۴۸ بحوالہ توضیح الکلام ج ۱ ص۵۵) امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی اسی اجماع کا دعوی کیا ہے (المجروحین ج ۲ ص۱۳)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سری اور جہری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کی قائل ہے۔ یہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (شرح السنۃ ج ۳ ص۸۴، ۸۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

والعمل علی ھذا الحدیث فی القراءۃ خلف الامام عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول مالک بن انس و ابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق یرون القراءۃ خلف الامام

اس حدیث پر امام کے پیچھے قرأت کرنے میں اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا عمل ہے اور یہی قول امام مالک، امام ابن المبارک، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام اسحاق بن راھویہ کا ہے۔ یہ قرأت (فاتحہ) خلف الامام کے قائل ہیں۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص۷۰، ۷۱)

۱۵۔ جمع بَینَ الصلاتین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ظہر و عصر کی دونوں نمازیں اکھٹی کرکے پڑھیں۔ اسی طرح مغرب وعشاء کی بھی اکھٹی پڑھی ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۵ وغیرہ)

متعدد صحابہ جمع بین الصلاتین فی السفر کے قائل و فاعل تھے مثلاً حضرت ابن عباس رضؓ، حضرت انس بن مالک رضؓ حضرت سعد رضؓ، حضرت ابوموسیٰ رضؓ وغیرھم (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۵۶، ۴۵۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے شارح اعظم و مبین اعظم تھے۔ لہٰذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کا فعل قرآن پاک کے خلاف ہو۔ لہٰذا سفر میں جمع بین الصلاتین کو قرآن مجید کے مخالف سمجھنا غلط ہے۔

عذر کے بغیر نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ (فقہ عمر ص ۲۲۸ وغیرہ)

سفر، بارش، انتہائی شدید شرعی عذر کی بنیاد پر جمع کرنا جائز ہے، (کما ثبت فی صحیح مسلم وغیرہ) جمع تقدیم و جمع تاخیر (مثلاً ظہر کے وقت عصر کی نماز بھی پڑھ لینا یا پھر عصر کے وقت ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا) دونوں طرح جائز ہے۔ (مشکوۃ ص ۱۱۸ بحوالہ ابوداود ج ۱ ص ۱۷۰، ۱۷۱، ترمذی ج ۱ ص ۱۲۴۔ امام ابن حبان رح نے اسے "محفوظ صحیح" کہا (مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۴۵۰) سفر میں جمع بین الصلاتین کی روایات صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۴۹) وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ حضرت ابن عمر رضؓ بارش میں بھی دو نمازیں اکھٹی پڑھتے تھے (موطا امام مالک ص ۱۲۶ وغیرہ بسند صحیح)

۱۶۔ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا

حضرت ھلب الطائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ورایتہ قال: یضع ھذا علی صدرہ	اور میں نے آپؐ کو دیکھا ہے آپؐ اپنا یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ وغیرہ)

صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲) میں حضرت سہیل بن سعدؓ والی حدیث کا عموم بھی اس کا مؤید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی ایک صحابیؓ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ناف کے نیچے اور عورتوں کا سینہ پر ہاتھ باندھنا کسی صحیح یا ضعیف سے بھی بالکل ثابت نہیں ہے۔

۱۷۔ آمینُ بالجہرُ

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال : آمین ورفع بھا صوتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے ، تو فرماتے : آمین اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۴۲)

ایک روایت میں ہے : " فجھر بآمین " پس آپؐ نے آمین بالجہر کہی (ایضاً) اس حدیث کے بارے میں امام دارقطنی نے کہا :

ھذا صحیح (سنن ج ۱ ص ۳۳۴ وغیرہ)

ابن حجر نے کہا : وسندہ صحیح (التلخیص الجبیر) ابن حبان اور ابن قیم وغیرھما نے صحیح کہا ۔ کسی قابلِ اعتماد امام نے اسے ضعیف نہیں کہا ہے ۔ اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات حضرت علیؓ حضرت ابوہریرہؓ وغیرھما سے بھی مروی ہیں جنہیں راقم الحروف نے " القول المتین فی الجھر بالآمین " میں تفصیلاً ذکر کیا ہے ۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ روایت کرتے ہیں کہ :

امن ابن الزبیر ومن ورائه حتی ان للمسجد للجة

حضرت ابن زبیرؓ اور ان کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی

(صحیح بخاری ج ۱ ص۱۰۷ مصنف عبدالرزاق ۲۶۴۰ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۴۲۶ وغیرہ)

اس کی سند بالکل صحیح ہے (دیکھئے کتب رجال اور کتب اصول الحدیث)

حضرت ابن عمرؓ اور ان کے ساتھی بھی امام کے پیچھے آمین کہتے اور اسے سنت قرار دیتے (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۸۷ وغیرہ)

کسی صحابیؓ سے بھی باسند صحیح خفیہ یا بالسر آمین قطعاً ثابت نہیں ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اپنے دین سے اکتا چکے ہیں اور وہ حاسد لوگ ہیں۔ وہ اعمال جن پر مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں ان میں سے افضل ترین یہ ہیں

۔ سلام کا جواب دینا ۔ صفوں کو قائم کرنا ۔ اور مسلمانوں کا فرض نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔

(مجمع الزوائد ج ۲ ص۱۱۳ وقال: اسنادہ حسن)

۱۸۔ تکبیرات عیدین

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت ہے کہ :

عید الفطر (اور عید الاضحیٰ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۷۰ سنن دار قطنی ج ۲ ص ۴۸ وغیرھما)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

التکبیر فی الفطر سبع فی الأولیٰ وخمس فی الآخرۃ والقراءۃ بعدھما کلیتھما

عید الفطر کے دن پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔ اور دونوں رکعتوں میں قرآت ان تکبیروں کے بعد ہے۔

(ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۷۰ وغیرہ)

اس حدیث کے بارے میں امام بخاری ؒ نے کہا : ھو صحیح (العلل الکبیر للترمذی ج ۱ ص ۲۸۸) اسے امام احمد بن حنبل ؒ اور امام علی بن المدینی ؒ نے بھی صحیح کہا ہے (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۸۴)

عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کے حجت ہونے پر میں نے مسند الحمیدی کی تخریج میں تفصیلی بحث لکھی ہے۔ اس روایت کے دیگر شواہد کے لیے ارواء الغلیل (ج ۳ ص۱۰۶ تا ص۱۱۳) وغیرہ دیکھیں۔ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں (مؤطا امام مالک رحمہ اللہ ص۱۶۶، ص۱۶۷ وغیرہ)
اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔
شعیب بن ابی حمزہ رحمہ اللہ عن نافع کی روایت میں ہے: "وھی السنة" (السنن الکبریٰ ج ۳ ص۲۸۸) اور یہ سنت ہے۔ (امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں یعنی مدینہ میں اسی پر عمل ہے / مؤطا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی عیدین کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

(ارواء الغلیل ج ۳ ص۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۱۸۳ وغیرہ)
ابن جریج رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح احکام العیدین للفریابی (ص۱۸۶) موجود ہے اس کے دیگر صحیح شواہد کے لیے ارواء الغلیل (ج ۳ ص۱۱۱) وغیرہ کا مطالعہ کریں۔
امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص۱۷۶، احکام العیدین ص۱۷۱، ۱۸۲ وغیرہما)

اس کی سند صحیح ہے۔ (سواطع القمرین ص۱۸۲)
ص۹ پر یہ باسند حسن گزر چکا ہے کہ جو شخص رفع یدین کرتا ہے اسے ہر انگلی کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔
حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے (ابوداؤد شریف ج۱ ص۱۱۱ مسند احمد ج۲ ص۱۳۳، ۱۳۴ وغیرھما) اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (ارواء الغلیل ج۳ ص۱۱۳) امام ابن المنذرؒ اور امام بیہقیؒ نے تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کے مسئلہ پر اس حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ (التلخیص الحبیر ج۲ ص۸۶) اور یہ استدلال صحیح ہے کیونکہ عموم سے استدلال کرنا بالاتفاق صحیح ہے جو شخص رفع یدین کا منکر ہے وہ اس عام دلیل کے مقابلے میں خاص دلیل پیش کرے۔ یاد رکھیں کہ تکبیراتِ عیدین میں عدمِ رفع یدین والی ایک دلیل بھی پورے ذخیرۂ حدیث میں نہیں ہے۔

۱۹۔ جرابوں پر مسح

امام ابو داؤد السجستانیؒ فرماتے ہیں:

وسمح علی الجوربین علی بن ابی طالب وابو مسعود والبراء بن عازب وانس بن مالک وابو امامۃ وسہل بن سعد وعمرو بن حریث، وروی ذلک عن عمر بن الخطاب وابن عباس

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۴)

اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ حضرت مسعودؓ (ابن مسعودؓ) اور حضرت براء بن عازبؓ، حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابو امامہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت عمرو بن حریث نے جرابوں پر مسح کیا اور حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی جرابوں پر مسح مروی ہے۔

صحابہؓ کے یہ آثار مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، محلی ابن حزم، الکنیٰ للدولابی (ج ۱ ص ۱۸۱) وغیرہ میں باسند موجود ہیں۔ حضرت علیؓ کا اثر الاوسط لابن المنذر (ج ۱ ص ۴۶۲) وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔ امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں

ولأن الصحابہ رضی اللہ عنہم مسحوا علی الجوارب ولم یظہر لہم مخالف فی عصرہم فکان اجماعاً

اور چونکہ صحابہؓ نے جرابوں پر مسح کیا ہے اور ان کے زمانے میں ان کا کوئی مخالف ظاہر نہ ہوا۔ لہٰذا اس پر اجماع ہو گیا کہ جرابوں پر مسح کرنا صحیح ہے

(المغنی ج ۱ ص ۱۸۱ مسئلہ ۴۲۶)

صحابہ رضؓ کے اس اجماع کی تائید میں مرفوع روایات بھی موجود ہیں مثلاً دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۱۶۹ ، سنن ترمذی وغیرہما

جوربین پر مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے ۔

جرابیں بھی خفین کی ایک قسم ہیں جیسا کہ حضرت انس رضؓ، حضرت ابراہیم نخعی رحؒ ، حضرت نافع رحؒ وغیرھم سے مروی ہے ۔

جو لوگ جرابوں پر مسح کے منکر ہیں ان کے پاس قرآن، حدیث اور اجماع سے ایک بھی صریح دلیل نہیں ہے ۔

۲۰۔ تقلید

جو شخص نبی نہیں ہے اس کی بات کو بغیر دلیل کے ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔ دیکھئے مسلم الثبوت ص ۲۸۹ وغیرہ، اس تعریف پر امت مسلمہ کا اجماع ہے (الاحکام لابن حزم رح ص ۸۳۶)

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی پیروی سے منع کیا ہے جس کا علم نہ ہو (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۶) یعنی بغیر دلیل والی بات کی پیروی ممنوع ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بذات خود دلیل ہے اور اجماع کے حجت ہونے پر دلیل قائم ہے، لہٰذا قرآن حدیث اور اجماع کو ماننا تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے التحریر لابن ھمام ج ۴ ص ۲۴۱، ۲۴۲، فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰ وغیرھما۔

اللہ اور رسول کے مقابلے میں کسی شخص کی بھی تقلید کرنا شرک فی الرسالت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں رائے کے ساتھ فتویٰ دینے کی مذمت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۶)

حضرت عمرؓ نے اہل الرائے کو سنت نبوی کا دشمن قرار دیا ہے (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵۵ امام ابن قیم رح فرماتے ہیں کہ ان آثار کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔ (ایضاً)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اما العالم فان اهتدى فلا تقلدوه دينكم	مگر عالم سیدھے راستے پر بھی ہو تو اس کی دین میں تقلید نہ کرو۔

(جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر ج ۲ صـ ۱۱۱)

حضرت ابن مسعودؓ نے بھی تقلید سے منع کیا ہے۔
(طبرانی، مجمع الزوائد ج ۱ صـ ۱۸۰ وغیرھما)

آئمہ اربعہ (امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) نے بھی اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ صـ ۱۰، ۲۱۱، اعلام الموقعین ج ۲ صـ ۱۹۰ صـ ۲۰۰، ۲۰۷، صـ ۲۱۱، صـ ۲۲۸ وغیرھما) کسی امام سے بھی یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہے کہ میری تقلید کرو۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری (سنہ ۴۰۰ھ) میں شروع ہوئی ہے۔
(اعلام الموقعین ج ۲ صـ ۲۰۸)

اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تقلید جہالت کا دوسرا نام ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔
(جامع بیان العلم ج ۲ صـ ۱۱۷، اعلام الموقعین ج ۲ صـ ۱۸۸ ج ۱ صـ ۷ وغیرھما)

آئمہ مسلمین نے تقلید کے رد میں کتابیں لکھی ہیں مثلاً امام ابومحمد القاسم بن محمد القرطبیؒ (متوفی سنہ ۲۷۶ھ) کی کتاب "الایضاح فی الرد علی المقلدین (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ صـ ۳۲۹)

جبکہ کسی ایک مستند امام سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ اس نے تقلید کے وجوب یا جواز پر کوئی کتاب یا تحریر لکھی ہو۔

مقلدین حضرات ایک دوسرے سے خونریز جنگیں لڑتے رہے ہیں (معجم البلدان ج ۱ صـ ۲۰۹ ج ۳ صـ ۱۱۷، الکامل لابن الاثیر ج ۸ صـ ۳۰۷، ۳۰۸، وفیات الاعیان ج ۳ صـ ۲۰۸ وغیرہ)

ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے ہیں (میزان الاعتدال ج ۴ صـ ۵۲ الفوائد البھیۃ صـ ۱۵۲، ۱۵۳)

انہوں نے خانہ خدا میں چار مصلے قائم کر کے امتِ مسلمہ کو چار ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ چار اذانیں چار اقامتیں اور چار امامتیں

چونکہ ہر مقلد اپنے اپنے امام اور پیشوا سے بندھا ہوا ہے لہٰذا تقلید کی وجہ سے امتِ مسلمہ میں کبھی اتفاق و امن نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آئیے ہم سب مل کر کتاب و سنت کا دامن تھام لیں۔ کتاب و سنت میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا پورا پورا یقین ہے۔

۲۔ صحیحین کا مُقام

اس پر امت کا اجماع ہے کہ صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کی تمام سند متصل مرفوع احادیث صحیح اور قطعی الصحت ہیں۔
(مقدمۃ ابن الصلاح رحمہ اللہ صہ ۱۴ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر رحمہ اللہ صہ ۳۵ وغیرہما)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔"
(حجۃ اللہ البالغہ صہ ۲۴۲ مترجم عبدالحق حقانی)

۲۲۔ اہل الحدیث کی فضیلت

یہ بالکل درست ہے کہ قرآن کریم نے امت محمدیہ کو مسلم کا لقب دیا ہے لیکن اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کی ایک خاص جماعت جس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علمی وعملی شغف رہا وہ جماعت اپنے آپ کو لقبِ اہل حدیث سے متلقب کرتی رہی (خاتمہ اختلاف صہ ۱۰۷، ۱۰۸)

مسلمانوں کے لیے اہل سنت اور اہل حدیث وغیرہ القاب بے شمار آئمہ مسلمین مثلاً محمد بن سیرینؒ، ابن المدینیؒ، بخاریؒ، احمد بن سنانؒ، ابن المبارکؒ، ترمذیؒ وغیرھم سے ثابت ہے اور کسی ایک مستند امام یا عالم سے اس کا انکار مروی نہیں ہے۔ لہٰذا ان القاب کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔ تمام مستند علماء نے طائفہ منصورہ والی حدیث کا مصداق اہل الحدیث واصحاب الحدیث کو قرار دیا ہے (دیکھیے سنن ترمذی ج ۴ ص ۵۰۵ ط بیروت وغیرہ)

یہ دونوں نام ایک ہی جماعت کے ہیں۔

امام عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں:

"الدین لأھل الحدیث والکذب للرافضۃ والکلام للمعتزلہ والحیل لاھل الرای......"

دین اہل حدیث (محدثین) کے پاس ہے اور جھوٹ رافضیوں کا پیشہ ہے کلامی چالیں معتزلہ کا فن ہے اور حیلے (چالیں) اہل الرائے کا اوڑھنا بچھونا .... الخ

(منہاج السنۃ النبویہ لابن تیمیہ ج ۴ صلا ، المنتقیٰ من منہاج السنۃ للذہبی ص ۵)

امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"لیس فی الدنیا مبتدع الا وھو یبغض اھل الحدیث، واذا ابتدع الرجل نزع الحدیث من قلبہ"

دنیا میں جو بھی بدعتی ہے وہ اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے ۔ اور آدمی جب بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی مٹھاس اس کے دل سے نکل جاتی ہے ۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۴ واسنادہ صحیح)

اہل الحدیث والآثار کے فضائل کے لیے خطیب رحمہ اللہ بغدادی کی شرف الحدیث ذہبی رحمہ اللہ کی تذکرہ الحفاظ اور عبدالحیٔ لکھنوی کی امام الکلام (ص ۲۱۶) وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں ۔

۲۳۔ محدثین کا مسلک

کسی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے پوچھا کہ کیا بخاریؒ، مسلمؒ ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابوداؤد الطیالسیؒ الدارمیؒ، البزارؒ، الدارقطنیؒ، البیہقیؒ، ابن خزیمہؒ اور ابویعلی موصلیؒ مجتہدین میں سے تھے۔ یا کسی امام کے مقلد تھے؟
تو انہوں نے "الحمد للہ رب العالمین" کہتے ہوئے جواب دیا:

أما البخاری و ابوداؤد فاماما ن فی الفقہ من اھل الاجتھاد و أما مسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابویعلی والبزار فھم علی مذھب اہل الحدیث، لیسوا مقلدین لواحد بعینہ من العلماء...... وھولاء کلہم یعظمون السنۃ و الحدیث الخ

امام بخاریؒ اور امام ابوداؤد دونوں فقہ میں مجتہد (مطلق) تھے۔ امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائی امام ابن ماجہؒ، امام ابن خزیمہ امام ابویعلیؒ اور امام بزارؒ اہل الحدیث کے مذہب پر تھے کسی ایک عالم کے بھی مقلد نہ تھے اور یہ سب سنت و حدیث کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ الخ

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

امام بیہقیؒ نے تقلید کے خلاف اپنی مشہور کتاب السنن الکبریٰ میں باب باندھا ہے ۔ (ج ۱۰ ص ۱۱۳)

لہٰذا محدثین کو خواہ مخواہ دروغ گوئی کرتے ہوئے اپنے نمبر بڑھانے کے لیے مقلدین میں شمار کرنا غلط ہے۔ یاد رہے کہ اہل الحدیث سے مراد محدثین بھی ہیں اور ان کے پیروکار بھی (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۹۵)

اہل الحدیث کا یہ بہت بڑا شرف ہے کہ ان کا امام (اعظم صرف) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲ بنی اسرائیل آیت ۷۱)
نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۷۸ ، آل عمران آیت ۸۱ ، ۸۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ قرآن ، حدیث اور اجماع پر اور صحابہ ، تابعین ، محدثین اور آئمہ مسلمین کی محبت پر کرے اور دنیا و آخرت دونوں میں ہمیں ہر قسم کی رسوائی سے بچائے ۔

آمین ثم آمین

۲۴- اِجتماعی دُعا

دعا کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔
پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدعاء ھو العبادة دعا ہی عبادت ہے۔
(ترمذی ج ۲ ص ۱۶۷، ۱۷۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۵ وغیرہما)
وقال الترمذی: "ھذا حدیث حسن صحیح"
نماز کے بعد متعدد دعائیں ثابت ہیں (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۷ وغیرہ)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز کے آخر والی دعا کو زیادہ مقبول قرار دیا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷ وغیرہ)
مطلق دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا متواتر احادیث سے ثابت ہے (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۱۹۰، ۱۹۱)
فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا التزاماً یا لزوماً اجتماعی دعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے فتاوی ابن تیمیہ ج ۱ ص ۱۸۴، بذل المجہود ج ۲ ص ۱۳۸ وغیرہما، بحوالہ قد قامت الصلوٰۃ ص ۴۰۵)

۲۵ - دعوت

حسب استطاعت قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا اور پھر اسے آگے پہنچانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ امامِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھ سے دین لے کر لوگوں تک پہنچاؤ اور اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔	بلغوا عنی ولو آیۃ

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ وغیرہ)

دعوت صرف قرآن اور صحیح احادیث کی دینی چاہیے۔ اپنے فرقہ وارانہ مذہب اور قصے کہانیوں کی دعوت دینا حرام ہے داعی کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ہر بات پر دلیل بھی پیش کرے تاکہ جو زندہ رہے دلیل دیکھ کر جئے اور جو مرے دلیل دیکھ کر مرے

۲۶ - جہاد

دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں اور جو لوگ اس راستہ میں رکاوٹ نہیں ان سے زبانی، قلمی اور جسمانی جہاد کریں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ سے بالکل دریغ نہ کریں تاکہ ساری دنیا میں کتاب و سنت کا پرچم سربلند ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف	اور جان لو کہ بے شک جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ صـ ۴۲۲ صحیح مسلم ج ۲ صـ ۸۴ وغیرھما)

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام المجاہد عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ کی "کتاب الجہاد" وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ

زبیر علی زئی محمدی

کپڑا بازار حضرو ضلع اٹک

اعلان

ہم نے اس مختصر کتاب میں صرف صحیح احادیث ذکر کی ہیں
اگر کوئی شخص کسی حدیث کا ضعیف (عندالجمہور) ہونا ثابت
کر دے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ علی الاعلان رجوع کریں گے
جو شخص بھی دین اسلام کے کسی مسئلہ میں تحقیق چاہتا ہے ہم
ان شاء اللہ قرآن مجید، صحیح احادیث، اجماع امت اور آثار
صحابہؓ کی روشنی میں اس کو جواب دیں گے۔

ہم نہ ووٹ مانگتے ہیں نہ نوٹ

بس صرف یہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری خیرخواہی
نجات اور دنیوی و اخروی کامیابی کی دعا فرمائیں ۔

جزاکم اللہ خیراً

ہومیو ڈاکٹر **خالد محمود**

آف کالو کلاں

امیر جماعت اہل الحدیث

حضرو ۔ ضلع اٹک

۱۰ رجب ۱۴۱۵ھ

مُفت ملنے کا پتہ

۱۔ محمد زبیر علیزئی ۔ کپڑا مارکیٹ حضرو ۔ ضلع اٹک

۲۔ عمر انٹرپرائزز مینوفیکچرر پی وی سی (پلاسٹک) پائپ سامان ۔ کامرہ روڈ سامان ۔ عمر کالونی تحصیل حضرو ضلع اٹک ۔